133184 ـ والد نے دھمکی دی کہ اگر بیوی کو طلاق نہ دو گے تو تمہاری ماں کو طلاق دے دوں گا

سوال

باپ اور بیٹے کے مابین غلط فہمی ہے اور باپ بیوی کو طلاق دینے پر مجبور کرتا ہے، اور دھکمی دیتا ہے کہ اگر اس نے اپنی بیوی کو طلاق نہ دی تو وہ اس کی ماں کو طلاق دے دے گا، چنانچہ بیٹے نے امریکہ سے یمن اپنی بیوی کو طلاق کا پیپر ارسال کر دیا، اور اب اس مطلقہ عورت جو کہ بیٹے کی بیوی تھی کے پاس لوگوں کا رشتہ آتا ہے، اور طلاق دینے والا بیٹا کہتا ہے کہ اس نے تو اپنے والد کو راضی کرنے اور اپنی والدہ کی مشکل حل کرنے کے لیے دی تھی تا کہ والدہ کی طلاق نہ ہو، تو کیا اس کا یہ عمل صحیح ہے، اور کیا اس کی بیوی کو طلاق ہوئی ہے یا نہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

بیوی کو طلاق دینے کے معاملہ میں بیٹے کے لیے اپنے والدین کی اطاعت اس وقت تك لازم نہیں جب تك اس طلاق کا کوئی سبب نہ ہو؛ کیونکہ والدین کی اطاعت تو نیکی اور اس کام میں ہے جس میں بیٹے کو کوئی ضرر اور نقصان نہ ہو، اور بغیر کسی سبب کے بیوی کو طلاق دینا نیکی و بھلائی نہیں.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

ایك شادی شدہ شخص کی اولاد بھی ہے اور اس کی والدہ اسے بیوی کو طلاق دینے پر مجبور کرتی ہے کیا اسے طلاق دینا جائز ہے ؟

شیخ الاسلام کا جواب تھا:

" اپنی ماں کے کہنے پر اس کے لیے اپنی بیوی کو طلاق دینا حلال نہیں، بلکہ اسے چاہیے کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوك کرے، اور اپنی بیوی کو طلاق دینا ماں کے ساتھ حسن سلوك میں شامل نہیں ہوتا. واللہ اعلم. انتہی

دیکھیں: الفتاوی الکبری (3 / 331).

اور " المطالب اولی النھی " میں لکھتے ہیں:

" بیوی کو طلاق دینے کے مسئلہ میں بیٹے پر اپنے والدین کی اطاعت واجب نہیں، چاہے اس کے والدین عادل ہی ہوں؛ کیونکہ یہ نیکی میں شامل نہیں " انتہی

دیکھیں: مطالب اولی النھی (5 / 320).

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

اگر والد بیٹے سے مطالبہ کرے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو تو اس کا حکم کیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" جب باپ اپنے بیٹے بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کرے تو اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت:

والد کوئی ایسا شرعی سبب بیان کرے کہ یہ سبب طلاق اور علیحدگی کا تقاضا کرتا ہو، مثلا وہ کہے: اپنی بیوی کو طلاق دے دو؛ کیونکہ اس کا اخلاق صحیح نہیں، مثلا وہ مردوں سے تعلقات بناتی ہے، یا پھر وہ ایسی جگہ جاتی ہے جو صحیح نہیں، یا اس طرح کا کوئی اور سبب، تو اس حالت میں بیٹا اپنے والد کی بات مانتے ہوئے طلاق دے گا؛ کیونکہ اس نے اسے اپنی خواہش سے طلاق دینے کا مطالبہ نہیں کیا، بلکہ اس نے تو اپنے بیٹے کی عفت و عصمت اور بستر کی حمایت و حفاظت کے لیے ایسا کیا ہے تا کہ اس کا بستر اس گندگی سے گندا نہ ہو تو وہ اسے طلاق دے گا.

دوسری حالت:

والد بیٹے کو کہے " تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو " کیونکہ بیٹا اس سے بہت محبت کرتا تھا تو باپ نے بیٹے کا بیوی سے محبت دیکھتے ہوئے غیرت میں آ کر یہ عمل کرنے کو کہا، اور ماں تو زیادہ غیرت والی ہوتی ہے، اس لیے بہت ساری مائیں جب دیکھتی ہیں کہ بیٹا اپنی بیوی سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے تو وہ غیرت کھا جاتی ہیں حتی کہ وہ بہو کو اپنی سوکن بنا بیٹھتی ہیں، اللہ تعالی اس سے محفوظ رکھے اور عافیت دے.

تو اس حالت میں بیٹے کے لیے اپنی بیوی کو طلاق دینا لازم نہیں کہ وہ باپ یا ماں کے کہنے پر طلاق دے دے، لیکن اسے چاہیے کہ وہ اپنے والدین کی خیال کرے اور حسن سلوک سے پیش آئے اور انہیں بہلائے اور اپنی بیوی کو پاس ہی رکھے اور والدین کو اچھی اور نرم کلام سے مطمئن کرنے کی کوشش کرے تا کہ وہ مطمئن ہو جائیں اور بہو کو رکھنے پر راضی ہو جائیں اور خاص کر جب دین و اخلاق کی مالک ہو تو یہ ضروری ہے کہ اسے طلاق نہ دی جائے.

امام احمد رحمہ اللہ سے اس مسئلہ كے بارہ ميں دريافت كيا گيا:

ايك شخص امام احمد رحمہ اللہ كے پاس آيا اور كہنے لگا ميرا باپ مجھے كہتا ہے كہ ميں اپنى بيوى كو طلاق دے دوں، تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمايا: تم اسے طلاق مت دو، تو وہ شخص كہنے لگا: كيا جب عمر رضى اللہ تعالى عنہ نے بيٹے كو اپنى بيوى كو طلاق دينے كا حكم ديا تھا تو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہ كو حكم نہيں ديا تھا كہ وہ اسے طلاق دے دے ؟

تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمايا: كيا تمہارا باپ عمر رضى اللہ تعالى عنہ جيسا ہے ؟

اور اگر باپ اپنے بيٹے كو يہ دليل دے كہ بيٹے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے بھى تو عبد اللہ بن عمر رضى اللہ تعالى عنہما كو طلاق دينے كا كہا تھا جب عمر رضى اللہ تعالى عنہ نے انہيں بيوى كو طلاق دينے كا حكم ديا تھا، تو اس كا رد اور جواب بھى يہى ہوگا.

يعنى كيا تم عمر رضى اللہ تعالى عنہ جيسے ہو ؟

ليكن بات ميں نرمى اختيار كرنى چاہيے اور يہ كہنا چاہيے كہ عمر رضى اللہ تعالى عنہ نے كوئى ايسى چيز ديكھى جس كى مصلحت يہى تھى كہ ان كا بيٹا اپنى بيوى كو طلاق دے دے ، تو اس مسئلہ كا جواب يہى ہے جس كے متعلق بہت سوال ہوتا ہے " انتہى

ديكھيں: الفتاوى الجامعۃ للمراۃ المسلمۃ (2 / 671).

بيٹے كو دھمكى دينا كہ وہ اس كى ماں كو طلاق دے دے گا يہ ظلم اور بہت بڑى غلطى ہے، كيونكہ اس كے ساتھ ماں كا كوئى تعلق نہيں، اور ايسا كوئى سبب نہيں پايا جاتا جو ماں كو طلاق دينے كا تقاضا كرتا ہو، اور نہ ہى يہ دھمكى بيٹے كو ضرر و نقصان دےگى، اور اگر باپ حقيقى دھمكى بھى ديتا ہو كيونكہ ضرر كو ضرر كے ساتھ زائل نہيں كيا جاتا.

دوم:

اگر بيٹے نے طلاق كے الفاظ كى ادائيگى كى ہو تو طلاق واقع ہو گئى ہے، چاہے اس نے ايسا اپنے والد كو راضى كرنے كے ليے بھى كيا ہو، يا پھر اس نے طلاق كے الفاظ بغير نيت كے ادا كيے ہوں تو بھى طلاق ہو جائيگى؛ كيونكہ صريح طلاق ميں نيت شرط نہيں ہے.

اس ليے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" تین اشیاء حقیقت میں بھی حقیقی ہیں اور مذاق میں بھی حقیقی ہیں: نکاح اور طلاق اور رجوع "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2194) سنن ترمذی حدیث نمبر (1184) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2039) حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیر (3 / 424) میں اور علامہ البانی نے صحیح سنن ترمذی حدیث نمبر (944) میں اسے حسن قرار دیا ہے.

اور اگر اس نے کسی کاغذ پر لکھا ہو اور اس الفاظ کی ادائیگی نہ کی ہو تو اس میں تفصیل ہے:

اگر تو اس نے طلاق کی نیت کی تھی تو طلاق واقع ہو گئی ہے، اور اگر اس نے طلاق کی نیت نہیں کی تو طلاق واقع نہیں ہوئی؛ کیونکہ طلاق لکھنا صریح طلاق نہیں.

اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (72291) کے جواب کا مطالعہ کریں.

سوم:

جب ہم نے طلاق واقع ہو جانے کا حکم لگایا ہے اور یہ طلاق پہلی یا دوسری ہو تو اس بیٹے کے لیے عدت میں اپنی بیوی سے رجوع کرنا جائز ہے، اور اگر عدت گزر چکی ہو اور اس نے رجوع نہیں کیا تو وہ اس کی بیوی اسی صورت میں بن سکتی ہے کہ اس سے نیا نکاح کیا جائے.

اور بیٹے کو چاہیے کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ حسن سلوك کے ساتھ پیش آئے، اور اگر کوئی ایسا سبب نہیں پایا جاتا جو طلاق دینے کا مقتضی ہو تو بیوی کو طلاق دیے بغیر ہی اپنے والد کو راضی کرے.

واللہ اعلم .